پیدا ہو جائیں گی۔

مگر یہ بات اپنی جگہ ضروری ہے کہ ہم اپنے سابق علمی ذخیرے کو ہر اُس ملک کی زبان میں منتقل کریں جہاں دعوت و تحریکِ اسلامی کا کام ہو رہا ہو۔ مترجم اگر صرف مترجم ہو تو اُس کی ذمہ داری بڑی محدود ہوتی ہے۔ اگر وہ صاحبِ تحقیق بھی ہو اور جدید مسائل و مباحث سے آگاہی رکھتا ہو تو وہ ترجمہ کرتے ہوئے بھی کم سے کم حواشی کی حد تک ایسی معلومات لا سکتا ہے جو ضروریاتِ وقت کے لحاظ سے تلافی کا ذریعہ ہو جائیں۔

اس قسم کی کتابوں کو اگر ترجمہ کر کے علمی سطح سے آثار کے عوامی مطالعہ کے لیے لایا جائے تو اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ مختلف فقہی احکام کے اجمالی تذکروں کو گڈمڈ کرتے سے عوام بلکہ جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کا ذہن بھی نقطۂ ہائے نظر کے اختلاف کی اُصولی بنیادیں نہ جاننے کی وجہ سے خاصا ڈانواں ڈول ہوگا۔ مختلف فقیہوں کے احکام سامنے لاتے ہوئے یا تو مقدمے میں اُن کے اُصولی مدرسہ ہائے فکر کی ماہیت بیان کر دینی چاہیے یا متن کے اندر حواشی میں ان کی اُصولی بنیادوں کا تذکرہ کر دینا چاہیے تاکہ حقیقت نا آشنا لوگ اس سے پریشان نہ ہوں کہ ایک ہی معاملے میں ایک امام کچھ حکم دیتا ہے، دوسرا کچھ اور کہتا ہے، یا ایک قاضی ایک طرح فیصلہ کرتا ہے اور دوسرا دوسری طرح۔ لہٰذا میدان ہر کسی کے لیے کھلا ہے۔ مدعا یہ کہ تفصیل میں شریعت اتنی شاخ در شاخ ہو کر سامنے آتی ہے کہ اُس کے لیے یہ تصوّر کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ تمام اختلافی جزئیات کا انحصار ایک ہی ٹھینے پر ہے۔

THE SHAPE OF BASIC ORGANS IN ISLAMIC STATE

مؤلف: سیّد معروف شاہ شیرازی (احیائے اسلام اکیڈمی چنار کوٹ)۔ ناشر: منشوراتِ اسلامی چنار کوٹ ضلع مانسہرہ۔ صفحات: ۷۹ قیمت: ۵۰/- روپے

مؤلف دینی علم اور جدید قانونی علم کے لحاظ سے ایک ممتاز شخصیت ہیں۔ انگریزی میں ان کی یہ کتاب موجودہ حالات میں خصوصی اہمیت رکھتی ہے جب کہ "اسلامی ریاست" اور اس کے ادارو ں

پر غور و بحث کا سلسلہ جاری ہے۔ ابواب کے لحاظ سے اس کے مشمولات ہیں" اسلامی ریاست کا مقصود" اور" اسلامی ریاست کے بنیادی اجزا کی ہیئت" کے علاوہ ضمیمہ نمبر۱ میں حکمران کی اطاعت اور اس کے خلاف جدوجہد، ضمیمہ نمبر۲ میں جملہ مکاتبِ فکر کے علما کی مرتب کردہ دستوری تجاویز (سنہ ۱۹۵۱ء)، ضمیمہ نمبر۳ میں "میثاقِ مدینہ" ضمیمہ نمبر۴ میں حجۃ الوداع کا خطبہ (حجۃ الوداع) اور ضمیمہ نمبر ۵ میں اسلامی دستور کا ایک نمونہ (خاکہ) جیسی قیمتی تحریریں شامل ہیں۔

اس کتاب کا سب سے زیادہ قابلِ توجہ اور قابلِ بحث حصّہ مجھے اس کا دستوری خاکہ ہی معلوم ہوا، مگر اس پر تفصیلی بحث ممکن نہیں۔ البتہ عملاً یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ فاضل مؤلف نے جدید احوال اور نئے اداروں کے تجربات کو ملحوظ رکھ کر اپنا خاکہ اس طرح مرتب کیا ہے کہ اس پر اس دَور کی جدید اسلامی ریاست استوار ہو سکتی ہے۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ اس خاکے کے مندرجات نہ نصوصِ شریعہ سے ٹکراتے ہیں نہ سیاسیات کے متفق علیہ اُصولوں سے۔

ضمیمہ نمبر۱ کو اس لحاظ سے اہمیت حاصل ہے کہ اس میں حکومت کے خلاف نزاعات سے بچنے کے لیے ایک خاص آخری حد تک جو رجحان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو ودیعت کیا ہے۔ اس کے متعلق دلائل سامنے آتے ہیں۔ واضح رہے کہ مسلم سوسائٹی کے متعلق اس کے مؤسس و معلم نے خدائی ہدایت کے تحت ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ مسلمانوں میں کسی طور انارکی اور باہمی مار دھاڑ کو راہ نہیں ملنی چاہیے۔ کیونکہ نظم اگر برقرار رہے تو اصلاح کی صورتیں نکل سکتی ہیں۔ لیکن اگر شورش اور انارکی کا ماحول پیدا ہو جائے تو اس میں جتنا امکان اصلاح کا ہوتا ہے اس سے بسا اوقات زیادہ امکان خرابی و تفرقہ کا ہوتا ہے۔ اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے امر کے متعلق نزاع نہ کرنے کی بیعت بھی لی اور یہ بھی چاہا کہ نقصان اور تکلیف اٹھا کر بھی نظم کو برقرار رکھا جائے۔

البتہ نظم و اطاعت کی آخری حدود بھی بتا دیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اگر حاکم میں برائی اور بھلائی ملی جلی ہو تو نجات وہ پائے گا جو نہ تو برائی کو اختیار کرے، نہ اس کو پسند کرے (ام سلمہ)۔ دوسری یہ کہ جب تک تمھارے جابر حاکم بھی اہتمامِ نماز کرتے رہیں تو ان کے مقابلے کے لیے نہ اٹھو۔ (ام سلمہ) مطلب یہ کہ مسلم سوسائٹی کی اس اہم ترین بنیاد کے ہادموں کا معاملہ الگ ہے۔ تیسری یہ کہ جب معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر کوئی سمع و طاعت نہیں ہے (ابن عمر) اور چوتھی یہ کہ امام قوم کا راعی ہے اور